

عشره ذى الحج

عظمت واهميت

مسائل وفضائل

ترتيب

ظفر الحسن مدني

عضو ، مركز الدعوة والارشاد (السعودية) بدبي

وخطيب بدائرة الشؤون الاسلامية والاقواف - بالشارقة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اسی طرح اس عشرہ میں کثرت سے نقلی عبادتیں کرنا جیسے نماز، صدقہ خیرات، تلاوت قرآن مجید اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر وغیرہ، یہ وہ اعمال ہیں جن کے ثواب ان دنوں میں زیادہ ہوجاتے ہیں۔

اسی طرح توبہ کرنا اور تمام گناہوں کو چھوڑنا، تاکہ مغفرت ورحمت والے اعمال کی توفیق ہو، اس لئے کہ گناہ رحمت سے دوری کا سبب ہے اور نیک اعمال تقرب اور محبت کے اسباب میں سے ہے۔

نوٹ: عشرہ ذی الحجہ کے یہی مذکورہ فضائل کتاب وسنت سے ثابت ہیں رہی وہ حدیث جس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: مامن ایام احب الی اللہ ان یتبعہ لہ فیہا من عشر ذی الحجۃ ، یعدل صیام کل یوم منها بصیام سنۃ ، وقیام کل لیلۃ منها بقیام لیلۃ القدر .

اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی دن جس میں عبادت کی جائے، عشرہ ذی الحجہ کے دنوں سے اچھا یعنی عشرہ ذی الحجہ کے دن عبادت الہی کیلئے سب دنوں سے بہتر دن ہیں، ان دنوں ایک روزے کا ثواب سال بھر کے روزے کے برابر ہے اور ان دنوں کی ایک رات کی عبادت کا ثواب شب قدر کے ثواب کے برابر ہے۔ (یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے) (رواہ الترمذی فی الصیام باب ماجاء فی العمل فی ایام العشر ۵۸/۲، البیہقی فی الشعب ۳۴۲/۷، ابن ماجہ فی الصیام ۵۵۱/۱، البغوی فی شرح السنۃ ۳۲۶/۴، یہ حدیث غایت درجہ کی ضعیف اور ناقابل حجت ہے، امام بخاری، ترمذی، بغوی، منذری وغیرہم نے اس کو ضعیف کہا، انظر ضعیف الجامع الصغیر ۱۱۲/۵، تمام المئید ص ۳۵۴، الترغیب ۱۲۵/۲، الضعیفہ رقم ۵۱۴۲)

فضیلت کے اسباب

اس عشرہ کی فضیلت کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ تمام بڑی اور اہم عبادات اس عشرہ میں جمع ہوں گی ہیں، جیسے: نماز، روزہ، صدقہ، حج، قربانی، تسبیح، تہلیل و تجمید، تکبیر وغیرہ جو کسی اور وقت اور کسی مہینہ میں جمع نہیں ہوتی۔ (فتح الباری ۲/۴۶۰)

الحمد لله رب العالمین ، والصلاة والسلام على اشرف المرسلین ، وعلى آله وصحبه اجمعین ، اما بعد :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ :

﴿ والفجر . وليال عشر . والشفع والوتر ﴾ (الفجر . آیه رقم ۱ ، ۲ ، ۳ ،)

قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی قسم ہے شفع اور وتر کی ۔

ان چار چیزوں کی قسم کھا کر رب العزت نے ان کی عظمت و اہمیت بتائی ہے، اس جگہ فجر سے مراد صبح ہے، اور دس راتوں سے مراد عشرہ ذی الحجہ ہے، شفع سے مراد یوم النحر اور وتر سے مراد یوم عرفہ ہے۔ (احمد ۳۲۷/۳، حاکم ۲۲۰/۴، نسائی فی الکبریٰ، ابن جریر، الطبری، شعب الایمان ۳۳۳/۷، تاریخ الکبیر (الکافی) ص ۳۵، تفسیر ابن کثیر)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: مامن ایام العمل الصالح فیہن احب الی اللہ عزوجل و افضل من ہذہ الایام العشر ، قیل : ولا الجہاد یا رسول اللہ ؟ قال : ولا الجہاد فی سبیل اللہ الا رجل خرج بنفسه وماله فلم يرجع من ذلك بشئ (رواہ البخاری ، ابو داؤد ، ترمذی ، ابن ماجہ ، احمد ، عبدالرزاق ، ابن ابی شیبہ ، الطیالسی والدارمی وغیرہم)

عمل صالح اور نیکی ان دس دنوں میں اللہ تعالیٰ کو جتنا محبوب اور پسندیدہ ہیں کسی اور دن میں نہیں، صحابہ کرام نے کہا یا رسول اللہ: ولا الجہاد فی سبیل اللہ؟ کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی اتنا محبوب نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ولا الجہاد فی سبیل اللہ جہاد فی سبیل اللہ بھی اتنا محبوب نہیں، مگر وہ مجاہد جو اپنی جان اور اپنا مال لیکر جہاد میں گیا پھر کوئی چیز واپس نہ آئی وہ شہید ہو گیا۔

ذکر الہی کا حکم

اس عشرہ میں کثرت سے ذکر الہی کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ﴿ویدکروا اسم اللہ

فی ایام معلومات﴾ الحج آیہ رقم : ۲۸

ان مقررہ دنوں میں لوگوں کو چاہئے کہ اللہ کو یاد کریں۔ (ذکرہ البخاری عن ابن عباس ۲/۴۵۷)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ما من ایام اعظم عند اللہ سبحانه ولا احب الیہ العمل فیہن

من ہذہ الایام العشر فاکثروا فیہن من التسیح والتکبیر والتہلیل .

ذی الحجہ کے ان دس دنوں سے زیادہ عظمت والے دن اللہ کے نزدیک کوئی دن نہیں ہیں، اور نہ تو

عمل صالح ان دس دنوں سے زیادہ کسی اور دن میں اللہ کو محبوب ہیں اس لئے تم خوب کثرت سے

ان دنوں میں کہو: سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ (احمد ۲/۷۵، ۱۳۱، ۱۳۲، التہذیب فی شعب

الایمان، الطحاوی فی شرح المشکل ۱۱۴/۴، انظر تمام المزمع ص ۳۵۲، ۳۵۳)

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کلمے

اس عشرہ میں جن کلمات کو کثرت سے کہنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے اس مذکورہ حدیث میں دیا ہے،

یہی کلمات اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے محبوب اور پسندیدہ کلمات ہیں، چنانچہ سمرہ بن جندب

رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

احب الکلام الی اللہ عزوجل اربع سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

چار کلمات اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ

اکبر، اور اگر ان کلمات کے پڑھنے میں تقدیم یا تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (مختصر مسلم ۱۳۱)

تکبیر کہنے کا وقت

عام طور سے لوگوں میں یہ عام رواج ہو گیا ہے کہ یوم عرفہ کی فجر سے تکبیر کہنا شروع کرتے ہیں اور

ایام تشریق تک کہتے ہیں اور یوم عرفہ سے پہلے پورے ذی الحجہ کے ابتدائی آٹھ دنوں تک تکبیر اور

ذکر الہی کو چھوڑ دیتے ہیں، حالانکہ کتاب و سنت میں شروع ذی الحجہ ہی سے تکبیر کہنے اور ذکر الہی کا

حکم دیا گیا ہے جیسا کہ اوپر لکھی گئی احادیث و آیات میں مذکور ہے۔

عشرہ ذی الحجہ میں سلف و صالحین کا طرز عمل

کیونکہ سلف و صالحین رسم و رواج کے پابند نہیں تھے اور نہ تو کسی مذہبی گروہ بندی میں مقید تھے بلکہ

سب کتاب و سنت کے پابند تھے اسی لئے وہ قرآن اور سنت پر عمل کرتے ہوئے ذی الحجہ کا چاند

نکلتے ہی ذکر و اذکار اور تکبیر و تہلیل شروع کر دیتے تھے، یہاں چند آثار بطور مثال ذکر کئے جاتے

ہیں:

۱۔ امام بخاری نقل کرتے ہیں:

کان ابو ہریرۃ وابن عمر رضی اللہ عنہما یخرجان الی السوق فی ایام العشر

یکبران ویکبر الناس بتکبیرہما .

ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عشرہ ذی الحجہ میں بازار کی طرف نکل جاتے اور تکبیر کہتے تھے

ان دنوں کی تکبیر سن کر بازار کے سارے لوگ بھی تکبیر کہنے لگتے۔ (صحیح بخاری ۲/۴۵۷)

۲۔ یزید بن ابی زیاد لکھتے ہیں کہ:

رأیت سعید بن جبیر ومجاهداً وعبد الرحمن بن ابی لیلی ، او اثنین من هؤلاء ومن

رأینا من فقہائنا یقولون فی ایام العشر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اللہ اکبر اللہ

اکبر ولله الحمد . (الفریابی رقم ۶۲ ، تنویر العینین ص ۷۶)

میں نے سعید بن جبیر، مجاہد، عبدالرحمن بن ابی لیلی اور ان کے علاوہ بھی جن فقہاء کو دیکھا وہ سب

کے سب عشرہ ذی الحجہ میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہا کرتے تھے۔

۳. کان سعید بن جبیر اذا دخل العشر اجتهد اجتهداً شديداً حتی ما کاد یقدر

علیہ .

عشرہ ذی الحجہ شروع ہو جانے کے بعد سعید بن جبیر عبادت، اعمال صالحہ اذکار و وظائف اور

تکبیرات وغیرہ میں بہت زیادہ کوشش کرتے تھے، یہاں تک کہ کبھی تو ان کے مقدور کے باہر ہو جاتا۔ (سنن الدارمی ۲۶۲)

۲۔ امام ابوحنیفہ سے پوچھا گیا کہ: ینبغی لأهل الكوفة وغيره أن يكبروا أيام العشر في الاسواق والمساجد؟ قال: نعم.

کیا عشرہ ذی الحج میں اہل کوفہ اور دوسرے شہروالوں کو بازاروں اور مسجدوں میں تکبیر کہنا چاہئے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہاں، کہنی چاہئے۔ (المنہج، اعلاء السنن ۹۵/۸)

۵۔ فقیہ ابواللیث کہتے ہیں کہ: ان ابراهيم بن يوسف كان يفتي بالتكبير فيها .
ابراهيم بن يوسف حنفي فقيه بلخي متوفى ۲۳۹ فتوى ديتے تھے کہ اس عشرہ میں تکبیر کہنی چاہئے (اعلاء السنن ۹۵/۸)

۶۔ امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی متوفی ۳۲۱ حنفی لکھتے ہیں کہ: كان مشائخنا يقولون بالتكبير في ايام العشر .

ہمارے مشائخ اور اساتذہ سب اس عشرہ میں تکبیر کہا کرتے تھے۔ (فتح ۲۵۸/۲)

۷۔ اسحاق رحمہ اللہ نے بعض فقہاء تابعین کا یہ معمول نقل کیا ہے کہ وہ ذوالحجہ کے شروع کے دس دنوں میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر ولله الحمد کا ورد رکھتے تھے، چنانچہ بازاروں، گھروں، راستوں اور مسجدوں میں بلند آواز سے تکبیر پڑھنا مستحب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ولتکبروا اللہ علی ما ہداناکم . اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اجتماعی طور پر (ایک آواز کے ساتھ) تکبیر پڑھنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ سلف صالحین سے منقول نہیں ہے بلکہ سنت یہ ہے کہ ہر شخص اپنے طور پر تکبیر پڑھے، اور یہی طریقہ تمام اذکار و وظائف اور دعاؤں کا ہے سوائے ان لوگوں کے جو ان پڑھ ہوں، ان کو بطور سکھانے اور تعلیم دینے کے لئے ایک آواز کے ساتھ تلقین کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ ابو عثمان النہدی کہتے ہیں:

كان سلمان رضى الله عنه يعلمنا التكبير يقول: كبروا الله اكبر الله اكبر كبريا
..... الخ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہم لوگوں کو تکبیر سکھلاتے اور کہتے تم لوگ تکبیر کہو اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا..... الخ (السنن الکبریٰ ۳۱۶/۳)

فرائض نماز کے بعد تکبیروں کا حکم

لوگوں میں جو مروج ہے کہ یوم عرفہ کی نماز فجر کے بعد سے تکبیروں کا سلسلہ شروع کرتے ہیں اور ذی الحج کی تیرہ تاریخ کے عصر تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیر کہنے کا سلسلہ باقی رکھتے ہیں تو اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز ثابت نہیں اور اس سلسلہ میں جو حدیث بیان کی جاتی ہے کہ:

أن النبی ﷺ كان يجهر في المكتوبات بسم الله الرحمن الرحيم وكان يقنت في صلاة الفجر وكان يكبر من يوم عرفه صلاة الغداة ويقطعها صلاة العصر آخر التشريق .

یعنی رسول اللہ ﷺ فرض نمازوں میں بسم اللہ الرحمن الرحیم زور سے پڑھتے تھے اور نماز فجر میں قنوت پڑھتے تھے یوم عرفہ کی نماز فجر سے تکبیر کہنا شروع کرتے، ایام تشریق کے آخری دن (تیرہ تاریخ) عصر کو ختم کرتے۔ (اس حدیث کو امام حاکم نے اپنی مستدرک ۲۹۹/۱ میں روایت کیا ہے لیکن یہ روایت بالکل غیر مستند بلکہ موضوع ہے، تنویر العینین ص ۸۶، ۸۷)

اسی طرح جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی روایت جس میں آیا ہے کہ: كان رسول الله ﷺ يكبر في صلاة الفجر من آخر ايام التشريق حين يسلم من المكتوبات .

رسول اللہ ﷺ یوم عرفہ کی نماز فجر سے ایام تشریق کے آخری دن کے نماز عصر تک ہر فرض نماز کے سلام پھیرنے کے بعد تکبیر کہتے تھے۔ (یہ روایت بھی غیر مستند بلکہ سخت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں در راوی عمر بن شمر اور جابر الجعفی ہیں یہ دونوں راوی متروک ہیں، تنویر العینین ص ۸۶، الدار القطنی ۲۹۲/۲ والنبھتی فی الکبریٰ ۳۱۵/۳، الارواء ۱۲۵/۳)

آثار صحابہ

احادیث مرفوعہ صحیحہ سے فرائض نماز کے بعد تکبیر کہنے کا کوئی ثبوت قولا وعملا تو رسول اللہ

ﷺ سے نہیں ملتا، مگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل سے ملتا ہے، جن میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ: انہ کان یکبر بعد صلاة الفجر يوم عرفة الى صلاة العصر من اخر ايام التشريق ويكبر بعد العصر .

یوم عرفہ کے فجر سے تکبیر کہنا شروع کرتے تھے اور ایام تشریق کے آخری دن (تیرہ تاریخ) کی نماز عصر کے بعد تک کہتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ، حاکم ۳۰۰/۱، البیہقی ۳۱۴/۲، اس اثر کی سند صحیح ہے، ارواء الغلیل ۱۲۵/۳، تنویر العینین ص ۸۰)

۲۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے بارے میں ابوالاسود کہتے ہیں کہ:

كان عبد الله بن مسعود يكبر من صلاة الفجر يوم عرفة الى صلاة العصر من النحر يقول : الله اكبر ، الله اكبر ، لا اله الا الله والله اكبر ، الله اكبر ، والله

الحمد . (ابن ابی شیبہ ،)

یوم عرفہ کی نماز فجر سے اللہ اکبر ، اللہ اکبر ، لا اله الا الله والله اکبر ، اللہ اکبر ، واللہ الحمد یوم النحر کے عصر تک کہتے

۳۔ عکرمہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

أنه كان يكبر من صلاة الفجر الى آخر يوم التشريق لا يكبر في المغرب : الله اكبر كبيرا الله اكبر كبيرا الله اكبر واجل الله الحمد . (البيهقي في

الكبرى ۳۱۴/۳ ، والحاكم ۲۹۹/۱ وغيرهما وسنده صحيح ، ارواء الغلیل ۱۲۵/۳ ، تنویر العینین ص ۸۲)

اسی طرح امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، عبد اللہ بن عمر، سلمان فارسی رضوان اللہ علیہم اجمعین، وغیر ہم سے بھی مروی ہے۔ (انظر البیہقی ۳۱۶/۳، الحاکم ۲۹۹/۱، ابن ابی شیبہ، ارواء الغلیل ۱۲۵/۳،

۱۲۶، تنویر العینین ص ۸۰-۸۷)

اسی طرح تابعین عظام سے بھی ثابت ہے کہ:

یوم عرفہ سے لے کر تیرہ تاریخ تک عام اوقات میں تکبیر کہنے کے علاوہ فرض نمازوں کے بعد تکبیر کہنے کا خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔

امام ابو بکر ابن العربی لکھتے ہیں:

قد اجمع فقهاء الامصار ، والمشاهير من الصحابة والتابعين رضی اللہ عنہم علی أن المراد به التكبير لكل أحد ، وخصوصاً فی اوقات الصلوات فيكبر عند انقضاء كل صلوة كان المصلي في جماعة او وحده يكبر تكبيرا ظاهرا في هذه الايام .

تمام فقہائے امصار اور مشاہیر صحابہ و تابعین کا اجماع ہے کہ ان دنوں میں تکبیر عموماً اور فرض نماز کے بعد خصوصاً تکبیر کہنی چاہئے، چاہے آدمی باجماعت نماز پڑھے یا تنہا۔

(احکام القرآن ۶۰/۱)

تکبیر کے الفاظ

رسول اللہ ﷺ سے تکبیر کے کوئی مخصوص الفاظ منقول نہیں ہیں، اس لئے جن الفاظ میں بھی تکبیر کہی جائے کوئی حرج نہیں، صحابہ کرام سے مختلف الفاظ منقول ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ منقول ہیں: اللہ اکبر کبیراً ، اللہ اکبر وأجل ، اللہ اکبر ولله الحمد .

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ منقول ہیں: اللہ اکبر ، اللہ اکبر ، لا اله الا الله ، واللہ اکبر ، اللہ اکبر ، ولله الحمد .

ان کے علاوہ بھی صحابہ کرام سے بہت سارے الفاظ منقول ہیں، جن کے پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

عورتوں کی تکبیر

عورتوں کو بھی چاہئے کہ پورے عشرہ میں اور ایام تشریق میں اعمال صالحہ کے ساتھ کثرت سے

تکبیرات کہنے کا اہتمام کریں اور اگر مردوں تک آواز پہنچنے کا ڈرنہ ہو تو وہ بھی بلند آواز سے کہیں
مساجد میں باجماعت نماز پڑھیں یا کہ گھر میں تنہا، نمازوں کے بعد بھی کہتی رہیں۔
چنانچہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ:

كنا نؤمر ان نخرج يوم العيد حتى نخرج البكر من خدرها حتى نخرج الحيض
فيكن خلف الناس فيكبرون بتكبيرهم ويدعون بدعائهم يرجون بركة ذلك اليوم
وطهرته. (صحيح بخاری ۲/۲۶۱، البيهقي ۳/۳۱۶)

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہمیں عید کے دن عید گاہ جانے کا حکم دیا جاتا تھا، کنواری لڑکیاں اور
حائضہ عورتیں بھی عید گاہ آتی تھیں، سب عورتیں مردوں کے پیچھے پردہ میں رہتیں، جب مرد تکبیر
کہتے تو یہ بھی تکبیر کہتیں، اس دن کی برکت اور گناہوں سے پاکی کی امید رکھتیں۔

ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا یوم النحر (دسویں تاریخ) کو تکبیر کہتی تھیں، اسی طرح خواتین اسلام
ابان بن عثمان، عمر بن عبدالعزیز کے پیچھے ایام تشریق میں نماز ادا کرتیں تو مسجد میں مردوں کے
ساتھ وہ بھی تکبیر کہتی تھیں۔

ذی الحج کے ابتدائی دنوں کا روزہ

عشرہ ذی الحج میں اسلاف دو چیزوں کا بہت زیادہ اہتمام کیا کرتے تھے ایک ذکر الہی اور تکبیرات،
دوسرا عمل اسلاف کا عشرہ ذی الحج میں روزہ رکھنے کا تھا، کیونکہ اس عشرہ میں عمل صالح کی بڑی
فضیلت وارد ہوئی ہے جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی جا چکی ہے کہ اس
عشرہ میں عمل صالح اللہ تعالیٰ کو جتنا محبوب ہیں کسی اور دن میں نہیں یہاں تک کہ جہاد فی سبیل اللہ
بھی نہیں اور روزہ بہترین عمل ہے اس لئے وہ اس میں شامل ہے، اور رسول اللہ ﷺ پورے نو دن
کا روزہ رکھتے تھے۔ (مرعاۃ ۳/۲۹۰)

۲. عن حفصة أم المؤمنين رضي الله عنها قالت : لم يكن يدعهن رسول الله ﷺ

صيام عاشوراء والعشر وثلاثة ايام من كل شهر وركتين قبل الغداة. (احمد
۲۸۷/۲، النسائي في الصيام باب كيف يصوم ثلاثة ايام من كل شهر ۱/۲۶۸)
چار چیزیں رسول اللہ ﷺ نہیں ترک کرتے تھے، عاشوراء کا روزہ، عشرہ ذی الحج کے دس دن
کے روزے، تین دن کا روزہ ہرمہینہ میں، فجر سے پہلے دو رکعت سنت۔

ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ:

عن بعض زوج النبي ﷺ كان يصوم تسعة من ذى الحجة ويوم عاشوراء
وثلاثة ايام من كل شهر وركتين بعد الغداة. (ابو داؤد في الصوم باب في صوم
العشر ۲/۶۱۵، نسائي ۲/۲۶۸، احمد، صحيح سنن نسائي، البيهقي ۲/۲۶۵)

بعض ازواج نبی ﷺ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذی الحج کے ابتدائی نو دنوں میں، عاشوراء
کا، ہر ماہ تین دن کا روزہ رکھتے تھے اور صبح ہونیکے بعد دو رکعت پڑھتے تھے۔ (تفصیل
المعنى، الروضة النديّة ۳۰۲ مع التعلیق الرضية ۲۷۴، المرعاۃ ۳/۲۸۷)

عرفہ کا روزہ

عرفہ کے دن روزہ کی خاص فضیلت حدیث میں بیان کی گئی ہے، چنانچہ حضرت ابو قتادہ رضی
اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

صيام يوم عرفه أحتسب على الله أن يكفر السنة التي قبله والسنة التي بعده
وصيام يوم عاشوراء أحتسب على الله أن يكفر السنة التي قبله.

میں امید رکھتا ہوں کہ یوم عرفہ کے روزہ سے سال آئندہ اور سال گذشتہ دو سال کے گناہ اللہ
معاف کرتا ہے اور یوم عاشوراء کے روزہ سے صرف ایک سال گذشتہ کے گناہ معاف ہوتے
ہیں۔ (مسلم، احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

عشرہ ذی الحج میں ناخن تراشنے اور بال کٹانے کا

مسئلہ

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ قربانی کے دن کو عید کا دن مقرر کر دوں اللہ تعالیٰ اس دن کو امت محمدیہ کے لئے عید کا دن ٹھہرایا ہے، ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر میں مادہ منیجہ کے علاوہ کچھ نہ پاؤں تو کیا میں اس کی قربانی کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: نہیں لیکن تم اپنے بالوں، ناخنوں، مونچھ، اور زیناف کے بالوں کو تراش دو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی تمہاری قربانی ہو جائیگی۔

توضیح: اس حدیث میں لفظ منیجہ آیا ہوا ہے جو مخ سے مشتق ہے جس کے معنی بخشش اور عطاء کے ہیں، عرب کے لوگ غریبوں اور مسکینوں کو اوٹنی یا بکری دودھ پینے کے لئے اس طرح دے دیا کرتے تھے کہ اس کے بال اور اون سے فائدہ اٹھائیں پھر چند دنوں کے بعد مالک کو واپس کر دے، جس کو دیا گیا ہے وہ اس کا مالک نہیں ہوتا ہے، لہذا ایسے جانوروں کی قربانی نہیں ہوتی۔

مَشْتًا

۲۸ / سوال ۱۴۲۲ھ

۱۲ / ۱ / ۲۰۰۲م

اگر کوئی قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو ذی الحج کا چاند نکلتے ہی اپنے ناخن، مونچھ اور جسم کے دوسرے بالوں کو نہ ترشوائے۔

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اذا دخلت العشر وأراد بعضكم أن يضحى فلا يلمس من شعره وبشره شيئاً .

وفى رواية: فلا يأخذن شعراً ولا يقلمن ظفراً (رواه مسلم ، ابوداؤد ، ترمذی ابن ماجہ ، نسائی وغیرہم)

جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے (یعنی ذی الحج کا چاند نظر آجائے) اور تم میں سے کوئی قربانی کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے بالوں اور ناخن کو نہ ترشوائے۔ بلکہ عید کے دن قربانی کر لینے کے بعد ناخن اور بال نکالے۔

اگر سر کو دھلتے ہوئے یا سر کھجاتے ہوئے یا بالوں میں کنگھی کرتے ہوئے بال گر جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، اسی طرح اگر ناخن خود بخود نکل جائے یا ٹوٹے ہوئے ناخن کو کاٹ دیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

اگر قربانی کرنے کی طاقت نہ ہوتو

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: أمرت بيوم الاضحى عيداً جعله الله لهذه الامة

قال رجل يا رسول الله: أ رأيت ان لم أجد الا منيحة انثى افاضى بها؟ قال: لا

ولكن خذ من شعرك واطافرك وتقص شاربك وتحلق عانتك فذلك تمام

اضاحتك . (رواه ابو داؤد ، النسائی ، ابن حبان ، الحاكم ۲۲۳/۴ ، احمد

۱۶۹/۲۴ ، الدار قطنی ۲۸۲/۴ ، البيهقی ۲۶۳/۹ ، ۲۶۴ ، الفريابی فی احكام العیدین

ص ۵۲ ، تنوير العينين فی احكام العیدین ص ۳۷)